AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

A Research Study of Abdul Ghafoor Malik's Writings in the Hindko Language

ہندکو زبان میں عبدالغفور ملک کی تصنیفات کا تحقیقی مطالعہ

Usman Ali Khan
PhD scholar Department of Islamic and religious studies university of Haripur
Email: usmanhazarvi93@gmail.com
Talha
PhD scholar Department of Islamic and religious studies university of Haripur
Email: rehmanitalha477@gmail.com
Bilal Ahmad
Email: bilalahmad2793@gmail.com

Abstract

Hindko is not only a language rooted in ancient cultural heritage but also a rich literary tradition encompassing diverse genres in both prose and poetry. The literary corpus of Hindko includes a wide array of themes such as religious, reformative, national, and intellectual discourse. Among the notable contributors to Hindko literature, Abdul Ghafoor Malik stands out as a significant figure whose writings enriched the language across multiple dimensions. Through his creative works, Malik not only advanced Hindko literary expression but also highlighted its religious, cultural, and intellectual capacities.

This research paper critically examines Abdul Ghafoor Malik's literary contributions in the Hindko language, focusing particularly on his metrical translation of the Qur'an, na'atiya (praise poetry of the Prophet ﷺ), and moralistic poetry. His writings are not confined to religious instruction alone but reflect a living, dynamic, and thoughtful literary voice that broadens the scope of Hindko literature. His work exemplifies a unique synthesis of linguistic eloquence, cultural rootedness, and religious tone.

This study establishes that Abdul Ghafoor Malik's contributions go beyond the domain of religious service; they represent a distinct and creative role in the broader literary landscape of Hindko. His command over language, his ability to express complex ideas in a local idiom, and his literary sophistication place him among the prominent literary figures of Hindko. The research adds a new dimension to the study of Hindko literature and underscores the urgent need for further academic inquiry into both classical and contemporary Hindko writings.

Key Words: Hindko Literature, Abdul Ghafoor Malik, Quran Translation in Hindko, Hindko Poetry

تمہید

ہندکو زبان کی تاریخ

ہندکو زبان کا شمار برصغیر کی قدیم ترین زبانوں میں ہوتا ہے اور یہ زبان گندھارا تہذیب کے آغاز سے کئی صدیاں پہلے گندھارا اور اس کے قرب وجوار میں بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ گندھارا سے پہلے اس خطے کو دردستان کا علاقہ کہا جاتا تھا۔ تاریخی کتابوں میں موجود شمالی علاقہ جات کا نام بلورستان آیا ہے۔ اس خطے میں جو زبانیں بولی جاتی تھیں ان میں بلتی، شینا، چترالی، گلگتی، گوجری، لداخی اور دیگر کئی زبانیں اور بولیاں شامل ہیں۔ جبکہ دردستان کا علاقہ گندھارا سے جہلم تک اور بعض تاریخ دانوں کے مطابق سندھ تک ہے۔ بلکہ سندھ بھی اس میں شامل تھا ۔اس سارے علاقے میں زیادہ تر ہندکو زبان بولی جاتی تھی۔ خانہ بدوش اقوام کے بارے میں یہ بات تو طے ہے کہ وہ پانی اور اپنے جانوروں کی خوراک کی تلاش میں بھٹکتے بھٹکتے دریاؤں کے کناروں کا رخ کیا کرتے تھے اور اسی مفروضہ کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی تہذیبیں اور ثقافتیں دریاؤں کے کناروں پر آباد ہوتیں۔ جس کی ایک مثال وادی سندھ کی تہذیب و ثقافت ہے جو صدیوں سے دریائے سندھ کے کنارے پر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے[1]۔

ہندکو زبان کے بارے میں عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ یہ لفظ ہند سے ہندکو بنا ہے ایک اعتبار سے یہ کہنا درست بھی ہو سکتا ہے لیکن اصل حقیقت یہ نہیں ہے ہند کا اصل سندھ ہے اور اسی حوالے سے ملک ہند کا نام پڑ گیا جبکہ ہندیا ہندوستان کوہ ہمالیہ کے جنوب اور بحر ہند بحر عرب کے شمال اور خلیج بنگال کے مغرب میں موجود ایک تکونی خشکی کا ٹکڑا ہے جو دنیا کے نقشے پر نظر آتا ہے۔ جس کی سنہری اور تاریخی تہذیبیں ہڑپہ اور موہنجوداڑو یعنی مردوں کا ٹیلہ کے مقامات پر نمو پذیر ہوئیں۔ ہندکو زبان کا مرکز یعنی صبح رو اور سیر ابی بخشنے والے دریاؤں کے آس پاس رہا اسی لیے اس کو سبت سندھو بھی کہا جاتا رہا یعنی سات دریاؤں کی سرزمین جسے بعد میں ہجا منشی بادشاہوں نے سین ہٹا کر ہند کر دیا[2]۔

گندھارا ہندکو بورڈ کے چیئرمین جناب ضیاء الدین صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ہندکو لفظ اصل میں سندھ کو تھا بعد میں یہاں ہجا منشی حکمرانوں نے آہستہ آہستہ اس لفظ کے سین کو ہاء سے تبدیل کر کے ہندکو کر دیا۔[3] جبکہ ہندکو زبان اور ادب کے محقق مختار علی نیر اپنی "کتاب تاریخ ہندکو ادب" میں لکھتے ہیں کہ ہندکو زبان برصغیر کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ جس کی جنم بھومی قدیم گندھارا کی سرزمین ہے۔ گندھارا کے نام سے مشہور ہونے والے ہونے سے پہلے یہ خطہ دردستان کہلاتی تھی۔ جس کا مطلب تھا مشکل اور خطرناک راستوں اور گھاٹیوں کے علاوہ درد و غم اور مصیبتوں کا خطہ وہ خطہ جو کندھار سے شروع ہو کر تقریباً جہلم یا پھر اس سے بھی اگے تک تھا اس میں بے شمار پراکتیں بولی جاتی تھیں ان میں نمائندہ پراکرت یہی تھی جسے آج ہندکو زبان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے[4]۔

چنانچہ یہی ہندکو زبان آریاؤں کی مختلف حصوں میں ہجرت کے ساتھ مختلف صورتوں میں ڈھلتی چلی گئی اور سندھ میں سندھی پنجاب میں پنجابی گجرات میں گجراتی اور برج میں برج بادشاہ کا روپ اختیار کر گئی۔ یعنی ان تمام زبانوں کا ماخذ یہی ہندکو ہے۔ اس سلسلے میں مختلف محققین نے تحقیق کی ہے کہ ہندکو زبان کی اصل کیا ہے۔ مختلف لوگوں نے مختلف دلائل دیے ہیں پروفیسر اختر جمیل عوان لکھتے ہیں کہ جدید تحقیق کی رو سے اور جدید عہد کے ماہر لسانیات پروفیسر بیلی پروفیسر ہیولاک اور ڈاکٹر معید ین قادری کے نظریات کے مطابق اصل میں اردو

زبان ہندکو زبان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو پنجابی اور برج باشاہ دونوں زبانوں کی صحیح معنوں میں ماں تھی یعنی وہ پراکرت جو مسلمانوں کے بھارت میں آنے سے پہلے درہ خیبر سے لے کر گنگا جمنا کے سنگم تک بولی اور سمجھی جاتی تھی[5]۔

ہندکو زبان کہ بولنے کے ساتھ ساتھ لکھنے کی عمر بھی بہت قدیم ہے تقریر میں زبان تو بولی جاتی ہو گی اور اسے تحریر میں بھی لکھا جاتا ہو گا لیکن اس بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی کہ فن تحریر کا آغاز کب ہوا اس بارے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تاریخ کے محققین اور آثار قدیمہ کے ماہرین نے مصر عراق اور وادی سندھ کی تہذیبوں کو قدیم ترین بتایا ہے[6]۔

ان علاقوں میں جو نئی کھدائیاں ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی پیدائش سے پانچ ہزار سال پہلے جو لوگ یہاں آباد تھے وہ فن تحریر سے بھی واقف تھے۔ ہندکو زبان کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ اسے آریاؤں نے فروغ دیا اور یہ انہی کی ایجاد کردہ ایک زبان ہے لیکن ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان کی تحقیق کے مطابق یہ زبان آریاؤں سے قبل اس خطے میں موجود تھی ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اپنی کتاب سرزمین ہندکو میں لکھتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے ہندکو زبان پندرہ سو سال قبل مسیح میں دردستان کے علاقے گندھارا میں بولی لکھی اور سمجھی جاتی تھی مختار علی نیر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ تاریخی اعتبار سے ہندکو زبان کے ڈانڈے 1500 سال قبل مسیح دردستان جو کہ گندارا کا قدیم نام ہے اس سے جا ملتے ہیں[7]۔

زبان اور بولی

زبان اور بولی میں یقیناً فرق ہوتا ہے کسی بھی زبان کی تکمیل میں شعر و ادب کے ساتھ ساتھ اس زبان کی تعریف ثقافت آرٹ ورثہ کے وجود کا ہونا لازم ہے۔ تاریخ کے اوراق نشانات آثار قدیمہ اور آرٹ کے نمونوں کو کھوجنا اور پھر ان کے گمشدہ حصوں کو باہمی ربط دے کر ایک زنجیر کی تخلیقی صورت میں لانا بہت ہی جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہزاروں برس پر محیط گمشدہ تاریخ کو پتھروں، پہاڑوں، دریاؤں، سکوں، لہجوں اور مختلف لوک ثقافتوں کو ایک لڑی میں پرو کر زبان کے وجود کو ثابت کرنا وقت طلب کام ہے اور قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کا احساس بھی ہوتا ہے ہندکو زبان کی تاریخ اور شعر و ادب کو انہی خطوط پر دیکھنے کی ضرورت ہے[8]۔

برصغیر کے حوالے سے سکائیلکس نامی یونانی تاریخ دان نے پہلی کتاب تحریر کی۔ اس کتاب میں اس نے ہندوستان کے بارے میں عجیب معلومات دی ہیں۔ سکائیلکس کو ایرانی بادشاہ داریوش نے 523 قبل مسیح سے 256 قبل مسیح کے دوران دریائے سندھ کی گزرگاہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ سکائیلکس نے ہندوستان کے حوالے سے بہت ساری باتیں از خود گھڑ کر یونانیوں کو حیرت زدہ بھی کیا۔ خاطر غزنوی اپنی کتاب "اردو کا ماخذ ہندکو" جو کہ مقتدرہ قومی زبان پاکستان سے 2003 میں شائع ہوئی اس کے صفحہ نمبر 30 31 پر لکھتے ہیں کہ برصغیر میں اولین تصنیف یونانی امیر البحر سکائی لاکس نے کی تھی جس میں ہندوستان کے بارے میں جغرافیائی اور دوسری عجیب معلومات ہیں اس سے حجامنشی شہنشاہ ایران داریوش نے 523 قبل مسیح سے 256 قبل مسیح تک کے دوران دریائے سندھ کی گزرگاہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اس کے 200 برس کے بعد یونان کے معروف دانشور ارسطو نے کتاب دیکھ کر کہا کہ ہندوستان میں بادشاہوں کو دیگر باشندوں کے مقابلے اور اعلی نسل کے لوگ قرار دیا جاتا رہا ہے[9]۔

مذکورہ بالا تحقیق سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہندکو ادب قدیم ہے۔ جس پر صدیوں کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ ہندکو کے قدیم کلام کے مصنفین کا پتہ نہ چل سکا مگر اس کے قدیم ہونے کا انکار نہیں کیا جاسکتا ان میں لاتعداد اجزاء اور عناصر ایسے ملتے ہیں کہ جن

میں قدیم ہندوستان کے حوالے سے ویدوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ چار وید تو بہت مشہور ہیں۔ ان میں رگ وید یجر وید ساوید اور اتھر وید زیادہ مقبول ہوئی۔ یہ وید 1500 قبل مسیح میں تحریر کی صورت میں ملتی ہیں ان تمام ویدوں کی زبان بھی ہندکو یا ہندو بھی ہے البتہ رسم الخط کے حوالے سے خروشتی رسم الخط زیادہ مقبول ہوا۔ ویدوں میں غالب اکثریت ہندکو الفاظ کی ہے۔ ان کی کئی تختیاں اب بھی ٹیکسلا میوزیم میں موجود ہیں۔ ہندکو زبان کے علاوہ یہاں کئی پراکتیں بھی بولی اور لکھی جاتی تھیں۔

ہندکو زبان کو اردو زبان کی ماں بھی کہا جاتا ہے۔ ہندکو اپنے قدیم ہونے کے اعتبار سے پورے خطے میں سب سے زیادہ بڑی ہے۔ ہندکو بولنے والے افراد کے لیے اردو زبان کو سمجھنا اور بولنا بہت آسان ہے۔ اس کی ایک وجہ دونوں زبانوں میں موجود الفاظ کا یکساں ہونا ہے جبکہ کسی حد تک ان کا لہجہ تبدیل نظر آتا ہے۔ اردو بہت سی زبانوں کے اشتراک سے مل کر وجود میں آئی ہے۔ اور اپنے اندر تقریباً ہر زبان کے الفاظ کو سمیٹے ہوئے ہے لیکن اس زبان میں عربی اور فارسی کے بعد اس خطے میں بولی جانے والی زبانوں میں سے سب سے زیادہ الفاظ ہندکو زبان کے ملتے ہیں۔

اسی طرح ہندکو زبان چونکہ اس خطے کی قدیم ترین زبان ہے۔ اس لیے دیگر تمام زبانوں میں ہندکو کے الفاظ ملتے ہیں بلکہ ہر زبان میں ہندکو زبان کا رنگ موجود ہے۔ چنانچہ سندھی، سرائیکی، پنجابی، ہندی، گوجری وغیرہ ہر زبان ہندکو زبان کے الفاظ کو لیے ہوئے ہے اور بظاہر یہ تمام زبانیں ہندکو ہی کی ذیلی شاخوں کے طور پر وجود میں آئی ہیں۔

ہندکو زبان میں لکھا گیا دینی ادب

ہندکو زبان اگرچہ اس خطے کی قدیم ترین زبان ہے۔ بلکہ اس خطے میں بولی جانے والی قدیم زبانوں کے لیے بھی ماں کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس قدر قدامت کے باوجود بھی ہندکو زبان کے قدیم مخطوطات اس زمانے میں میسر نہیں آسکے۔ یہ پراکرت اگرچہ 1500 سال قبل مسیح سے بولی اور سمجھی جارہی ہے لیکن اس زبان کو تحریری شکل میں بہت کم لایا گیا اور جہاں کہیں اسے لکھا بھی گیا تو لکھنے کے لیے خروشتی رسم الخط استعمال کیا گیا۔ جس کی وجہ سے آج کل کے قدیم دریافت شدہ ان مخطوطات کو پڑھنا یا سمجھنا ممکن نہیں۔ البتہ اس پراکرت کی جو تحریرات اور قدیم مسودات ہندکو زبان میں لکھے ہوئے ملتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ 200 سال پرانے ہیں۔

ہندکو زبان جب سے تحریری صورت میں آنے لگی اس زمانے سے ابھی تک اس کے بولنے والے عام طور پر دو طرح کے لوگ ہیں۔ یا تو اس کو بولنے والے ہندو ہیں اور دوسری طرف مسلمان ہیں۔ ہندوؤں نے ہندکو زبان میں اپنی بہت ساری کتابیں اور ویدیں وغیرہ تحریری شکل میں لائی ہیں۔ البتہ مسلمانوں نے بھی ہندکو زبان میں بہت سارا دینی ادب لکھا ہندکو زبان میں لکھی گئی سب سے قدیم اسلامی مذہبی کتب جو 1750ء کے لگ بھگ لکھی گئی تھیں۔ جن کا حوالہ کہیں ملتا ہے ان میں پہلی کتاب "دین دے چراغ" اور "کالی کملی والا سائیں" ملتی ہے ۔ ان کتابوں کے مصنفین کا تعارف نہیں ملتا اور نہ ہی کوئی سن تصنیف متعین ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے 1996 میں چھپنے والی کتاب "پاکستانی زبانیں اور ادب" کے مصنف لکھتے ہیں کہ ہندکو اردو کی ابتدائی شکل ہے اور اردو سے بہت پہلے یہ زبان یہاں رائج تھی اس لیے اس کا ادب بھی بہت قدیم ہونا چاہیے اور ہے بھی لیکن اس ادب کے نمونے جو اب تک دستیاب ہو سکے وہ لوک گیتوں، لوک کہانیوں، کھیلوں کے منظوم بولوں اور ضرب الامثال اور محاورات کی صورت میں ہے۔ جو سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچے۔ ہندکو زبان کی قدیم ترین دریافت شدہ نظم کا مصنف غلام محمد مایو ہے۔ یہ نظم مرزا عبدالغنی کی بیاض

گلدستہ سے دستیاب ہوئی۔ مرزا کی روایات کے مطابق محمد دین مایو 1750ء کے لگ بھگ کا شخص تھا۔ اس طرح ہندکو کی دریافت شدہ شاعری کی عمر تقریباً 275 سال بنتی ہے[10]۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں کل سترہ مصنفین اور شعراء کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن میں خود مرزا بھی شامل ہے۔ مایو کو مرزا نے نہیں دیکھا البتہ مرزا کی مایو کے بیٹے سے ملاقات ضرور ہوئی تھی۔ جس میں اس نے اپنے باپ کی وفات اور ان کے کلام کے متعلق مرزا عبدالغنی کو بتایا۔ مرزا کے متعلق اسی کتاب میں لکھا ہے کہ مرزا نے اپنے دادا سکندر خان کے حوالے سے دو قدیم ہندکو منظوم کتابوں "دین نے چراغ" اور "کالی کملی والے سائیں" کا ذکر بھی کیا ہے[11]۔

اس کا کہنا ہے یہ دو کتابیں "چند تارے" سے زیادہ پرانی ہیں لیکن ان کے مصنف جس کا نام نہیں بتایا گیا اور نہ ہی سن تصنیف کا تعین کیا گیا ہے صرف اتنا لکھا ہے کہ "دین دے چراغ" میں اولیاء کرام کا تذکرہ ہے اور "کالی کملی والا سائیں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل ہے۔ ہندکو ادب کی تاریخ کے سلسلے میں یہ کتابیں بڑی کارآمد تھیں۔ لیکن افسوس کہ اب یہ عنقاء ہیں۔ کسی دوسرے ذریعے سے بھی ان کی نشاندہی نہیں ہوتی۔

ہندکو نظم کی طرح نثر کے نمونے بھی مرزا عبدالغنی کی بیاض "گلدستہ" میں ملتے ہیں۔ یہ وہی مرزا ہے جن کی نظم اور نثر سے گریڈسن نے لینگوسٹک سروے آف انڈیا میں نمونے دیے ہیں۔ وہ نہ صرف ہندکو نثر کا بانی ہے بلکہ ہندکو افسانے کا اولین خالق بھی ہے۔ لیکن مرزا کے بعد دور جدید تک ہندکو نثر کے آثار نہیں ملتے۔ البتہ منظوم لوک کہانیوں اور منظوم کھیلوں پر تحریر کے چند ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔ جن کے سن تالیف اور تخلیق کاروں کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا۔

کتاب "پاکستانی زبانیں اور ادب" کے مصنف لکھتے ہیں کہ ان کے مصنفین اور تخلیق کاروں کے زمانے کے بارے میں یقینی علم تو نہیں ہو سکا البتہ اتنا یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ خاصی پرانی چیزیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی آئی ہیں کیونکہ غور کرنے پر تین چار نسلوں تک ان کی نشاندہی ہوتی ہے جو کہ کم از کم ڈیڑھ سو سال کا عرصہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیانی عرصہ نثر کے اعتبار سے رائیگاں نہیں گزرا اور اس میں کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہا ہے اس طرح ہندکو نثر کی عمر بھی اس کی نظم کے لگ بھگ جا پہنچتی ہے۔ بلکہ ان کھیلوں اور لوک کہانیوں کا اگر تجزیہ کیا جائے اور لوک گیتوں کا بھی خاطر خواہ جائزہ لیا جائے تو ہندکو کی تاریخ کی قدامت مسلم نظر آتی ہے[12]۔

ہندکو زبان کی قدیم ترین کتاب "دین دے چراغ" کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس کتاب میں ابتدا میں صحابہ کرام کا تذکرہ ہے اور اس کے بعد مصنف کے اپنے زمانے تک کے اولیاء کرام کی خدمات اور اسلام کے لیے ان کی قربانیوں کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسری ایک کتاب "کالی کملی والا سائیں" جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر مشتمل ہے۔ جس میں مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی اور میدان کی زندگی کو لکھا تھا۔ ان کتابوں کے حوالے تو ملتے ہیں لیکن ہندکو ادب کی تاریخ کے سلسلے میں یہ کتابیں ناپید ہیں[13]۔

معجزہ محمدی

ایک اور کتاب شیخ امام دین قریشی جن کی پیدائش 1830 اور وفات 1897 ہے۔ انہوں نے یہ کتاب 1866 میں لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حضور کے معجزات کو قلم بند کیا ہے۔ اس کتاب کو 1883 میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور نے شائع کیا۔ ہندکو زبان کی سب سے قدیم ترین میسر کتابوں میں سے ایک کتاب یہ ہے[14]۔

شفاعت الکبری

خواجہ عبدالرحمن چھوہروی اپنے زمانے کے ہزارہ کے معروف بزرگ عالم دین اور ولی گزرے ہیں۔ انہوں نے جہاں اسلام کی خدمت کی اور آج بھی ان کے نام سے ہری پور کی ایک عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کام کر رہا ہے۔ وہاں انھوں نے ہندکو زبان میں بھی نایاب کام کیا ہے۔ انہوں نے 1328 ہجری میں شفاعت الکبری کے نام سے کتاب لکھی۔ جس میں انہوں نے درود شریف اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کیا اور نسبت مصطفی کی ضرورت اور احتیاج اور لوگوں کو نسبت مصطفی میں جڑنے کی ترغیب دی۔ یہ کتاب اسلامیہ سٹیج پریس لاہور سے 1909 میں شائع ہوئی جس میں ان کے نثر کے ساتھ ساتھ منظوم کلام بھی شامل ہے[15]۔

تحفہ الانام پنج بنائے اسلام

اس کتاب کے مصنف حکیم عبداللہ خان ہیں جو ہری پور کے ایک گاؤں کانڈل کے رہائشی تھے۔ اس کتاب میں انہوں نے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی فضیلت اور اہمیت کو بیان کیا اور لوگوں کو اسلام کے ارکان کی فوائد سے متعارف کروایا اور بنیادی طور پر یہ کتاب بنیاد اسلام والی ایک حدیث کی تشریح اور تفسیر ہے۔ اس کتاب میں تصوف اور تزکیہ کے بارے میں بھی تفصیل ہے اور اس کتاب میں مصنف کا منظوم ہندکو کلام بھی اس میں شامل ہے۔

یہ کتاب کاشی رام سٹیم پریس لاہور سے 1919ء بمطابق 1338 ہجری میں شائع ہوئی[16]۔

غزوات نبوی 2017

ہندکو زبان میں سیرت طیبہ پر لکھی گئی یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے جس میں مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میدان کی زندگی کو اور دوران جنگ دشمن کے ساتھ معاملات اور پیش انے والے واقعات کو جمع کیا اس کتاب کو 2017 میں گندھارا ہندکو بورڈ پشاور نے شائع کیا۔ 2018 میں مصنف کی اس کتاب کو حکومت پاکستان کی طرف سے صدارتی ایوارڈ بھی ملا۔ اس کتاب کے مصنف پروفیسر ملک ناصر داؤد صاحب موجودہ ایبٹ آباد کالج کے پرنسپل ہیں۔ مصنف نے اس تصنیف کے علاوہ بھی ہندکو زبان کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور مصنف کی اس کے علاوہ بھی کئی تصنیفات منظر پر آچکی ہیں[17]۔

حدیثاں نبی پاک دیاں

پروفیسر ملک ناصر داؤد صاحب کی اسلام کی خدمت میں لکھی گئی دوسری خوبصورت تصنیف "حدیثاں نبی پاک دیاں" کے نام سے دسمبر 2022 میں شائع ہوئی اس کی کتاب کو شمع پرنٹنگ پریس ایبٹ آباد نے شائع کیا۔ اس کتاب میں مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 40 احادیث کا ہندکو زبان میں ترجمہ کیا اور مستند کتابوں کے حوالے سے ان کی تشریح کی اور سب سے خوبصورت بات کہ موجودہ دور میں ان احادیث کی روشنی میں معاشرہ کس طرح سنور سکتا ہے اس حوالے سے بھی رہنمائی کی[18]۔

رحمت اللعالمین 2012

ہندکو زبان میں لکھی جانے والی سیرت طیبہ کی کتابوں میں سے ایک معروف کتاب "رحمت اللعالمین" بھی ہے۔ یہ کتاب ایبٹ آباد کے رہائشی یحیی خالد کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب گندھارا ہندکو بورڈ پشاور سے 2012 میں شائع ہوئی[19]۔

مدینے دی ہجرت 2019

یہ کتاب بھی سیرت طیبہ پر لکھی جانے والی ہندکو زبان کی معروف کتاب ہے۔ جو ڈھوڈیال نواں شہر مانسہرہ کے رہائشی قاضی ناصر بختیار صاحب کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے مدینہ منورہ کے فضائل اور وہاں کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کو ہندکو زبان میں جمع کیا ہے۔ اس کتاب کو نستعلیق غزنی سٹریٹ 10 اردو بازار لاہور نے اگست 2019 میں شائع کیا[20]۔

الھادی 1983

ہدو بانڈی مانسہرہ کے رہائشی پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید کی ہندکو زبان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی۔ یہ کتاب ہندکو زبان کی دستیاب کتب میں سے سیرت النبی کی پہلی کتاب ہے۔ اس کتاب کو گورنمنٹ اسلامیہ کالج پشاور نے 1983 میں شائع کیا۔ مصنف کی اس کتاب نے 1987ء میں صدارتی ایوارڈ حاصل کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید نے ہندکو زبان میں چار کتابیں لکھیں اور یہ چاروں کتابیں انہوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی شاید اسی ذوق کا نتیجہ ہے کہ 2005 میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید کو ستارہ امتیاز سے نوازا گیا۔ ان کی ایک اور کتاب "حیاتی سوہنڑیں نبی دی" 1406 ہجری میں شائع ہوئی جسے اسحاقیہ پرنٹنگ پریس کراچی نے شائع کیا اس کے علاوہ ان کی ایک کتاب "اچاناں سوہنڑیں نبی دا" بھی اسحاقیہ پرنٹنگ پریس کراچی سے شائع ہوئی۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو معاشرے کی اصلاح کے لیے بیان کرتے ہوئے ہندکو زبان میں ایک کتاب لکھی۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں معاشرے کے کی اصلاح کے لیے کوشش کی اور اس کتاب کو "فرمان نبی تے اصلاح معاشرہ "کا نام دیا مصنف کی یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ 1987ء میں اس کتاب کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا[21]۔

صفتاں سرکار دیاں 2023

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی جانے والی ہندکو زبان کی متعدد کتب میں سے ایک کتاب "صفتاں سرکار دیاں" کے نام سے عبدالوحید بسمل نے لکھی۔ عبدالوحید بسمل رنجن نامی گاؤں ضلع ایبٹ آباد کے رہائشی ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کے علاوہ ہندکو زبان میں مزید دو کتابیں اور بھی لکھیں۔ ان کی یہ کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور اخلاق سے متعلق ہے یہ کتاب نستعلیق مطبوعات فیروز غزنی سٹریٹ 10 اردو بازار لاہور نے فروری 2023 میں شائع کی۔ عبدالوحید بسمل موجودہ وقت میں ہندکو زبان کے فروغ کے لیے مسلسل کوشاں ہیں[22]۔

ہیں توں مسلمان 1999

ہندکو زبان میں جہاں شاعری نثر اور ادب وغیرہ میں کام ہوا ہے۔۔ وہاں مذہبی کام میں قرآن کریم، حدیث مبارکہ، سیرت طیبہ، غزوات اور اصلاح معاشرہ وغیرہ پر بے شمار کتب لکھی گئی ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے سید شجاعت علی گیلانی داتا مانسہرہ کی رہائشی نے ایک کتاب "ہیں تو مسلمان" کے عنوان سے لکھی۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کی معاشرتی، دینی اور اخلاقی کمزوریوں کو اجاگر کر کے ان کی اصلاح کی طرف متوجہ کیا۔ مصنف کی یہ کتاب ادارہ ہندکو ادبی سنگت ایبٹ آباد نے نومبر 1999 میں شائع کی[23]۔

معراج نامہ 1935

اس کتاب کی مکمل تفصیل دسترس میں نہیں آسکی۔ البتہ صرف اتنا علم ہو سکا کہ مصنف کی ایک کتاب اس نام سے بھی شائع ہوئی۔

عبدالغفور ملک کا تعارف

عبدالغفور ملک ایبٹ آباد کے قریب سلہڈ نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ان کا پورا نام عبدالغفور تھا۔ یہ پٹھانوں کے ایک ذیلی قبیلے جدون برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن اپنے نام کے ساتھ ملک کی نسبت کا استعمال کرتے تھے۔ ان کی پیدائش 1923ء میں گاؤں سلہڈ ضلع ایبٹ آباد میں ہوئی۔ عبدالغفور ملک انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ بہت ساری صلاحیتیں اور تعلقات ہونے کے باوجود کسی طرح کی نمود و نمائش کبھی نہ کی۔ وہ انتہائی اعلی درجے کے خطاط بھی تھے خطاطی کا ذوق ہونے کی وجہ سے انہوں نے ابتدا سے ہی اپنا پیشہ تصنیف و تالیف کو بنالیا ۔ایبٹ آباد جناح باغ کے پاس مصطفی پرنٹنگ پریس میں بیٹھ کر تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے ادبی دنیا میں بہت اعلی نام کمایا۔

عبدالغفور ملک ہندکو زبان کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کے نہایت ماہر ادیب تھے۔ وہ اکثر ہندکو زبان میں شاعری کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی شاعری کیا کرتے تھے۔

عبدالغفور ملک کی پیدائش 1923ء میں ایبٹ آباد کے قریب ایک گاؤں سلہڈ میں ہوئی۔ پاکستان بننے کے وقت ان کی عمر 24 سال تھی۔ انہوں نے پاکستان سے قبل کے حالات بھی سمجھداری کے زمانے میں دیکھے تھے اور پاکستان بننے کے بعد کے ابتدائی حالات بھی انہوں نے اپنی انکھوں سے دیکھے۔ عبدالغفور ملک انتہائی سنجیدہ مزاج کے ساتھ ساتھ ادیبانہ اور فنی مزاج بھی رکھتے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے ایبٹ آباد کے ایک گاؤں سلہڈ کے پرائمری سکول میں حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ ایبٹ آباد کے ہائی سکول کی طرف متوجہ ہوئے اور 1940ء میں تعلیم مکمل کی۔ البتہ اس رسمی تعلیم کی تکمیل کے بعد انہوں نے اپنا علمی اور ادبی سلسلہ جاری رکھا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ ہندکو ادب کے معروف ادیب بھی تھے اور مذہبی، ادبی اور شاعری کی کئی کتابیں لکھی۔

عبدالغفور ملک نے ایک ایسے معاشرے میں آنکھ کھولی کہ جہاں ان کے ارد گرد ہندو مذہب کے پیروکار اباد تھے وہاں ساتھ ہی مسلمان بھی کثیر تعداد میں اباد تھے۔ اس زمانے میں بھی ایبٹ آباد کے شہر اور گردونواح کے دیہاتوں میں مسلمان اکثریت موجود تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس معاشرے میں ان کے ارد گرد کثیر تعداد میں مساجد موجود تھی۔ اور اس زمانے میں عام طور پر ابتدائی تعلیم مساجد میں دی جاتی تھی چنانچہ عبدالغفور ملک نے بھی اپنی محلہ کی مسجد کے امام صاحب سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسی مقام پر بنیادی عربی اور فارسی زبان بھی سیکھی۔ یہی وجہ تھی کہ عبدالغفور ملک ہندکو زبان کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی پر بھی عبور رکھتے تھے۔

عبدالغفور ملک نے پاکستان بننے سے قبل اپنے ذریعے معاش کے طور پر محنت مزدوری کو اپنایا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد وہ یکسوئی سے صرف تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہو گئے۔ عبدالغفور ملک انتہائی بہترین اور ماہر خطاط تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس شوق کی تکمیل کے لیے اور اپنے اس فن سے استفادہ کرنے کے لیے کتابت اور تصنیف و تالیف کے شعبہ کو اپنایا۔ چنانچہ عبدالغفور ملک نے ایبٹ آباد جناح باغ کے پاس مصطفائی پرنٹنگ پریس پر بیٹھ کر کتابیں چھاپنا، لکھنا شروع کر دیا۔

عبدالغفور ملک کی وفات 2005 میں اپنے ہی گاوں سلہڈ ایبٹ آباد میں ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد معروف بزرگ اور شاعر چلاسی بابا ان کی قبر پر آئے۔ اور ان کی شان میں چند اشعار کہے۔ جو آج بھی ان کی لوح تربت پر نقش ہیں۔

علمی و ادبی خدمات

عبدالغفور ملک ایک مایہ ناز ادیب تھے اور ایک بہترین شاعر بھی تھے انہوں نے اپنے زمانے میں محنت کر کے اپنا ایک معتبر نام بنالیا تھا۔ عبدالغفور ملک صاحب نے نظم، غزل، چاربیتا، گیت اور بہت سارے قومی، اخلاقی، روحانی اور دینی موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔

عبدالغفور ملک صاحب کی شاعری نہایت سبق اموز ہوتی۔ اور حقیقت پر مبنی ہوتی۔ انہوں نے اپنے زمانے کے بہترین شاعر ہونے کے باوجود اپنے زمانے میں ہونے والے مشاعروں میں شرکت نہ کی۔ بلکہ خاموشی اور یکسوئی سے صرف اپنی شاعری کو کتابی شکل میں محفوظ کرتے رہے۔ چنانچہ آج ہندکو زبان کے حوالے سے ان کی ایک خاص پہچان شاعری سے بھی ہے۔

ان کی ایک غزل

بند کراں جے ہوٹھ تے سینہ نال غم دے پھٹے　　بولاں تے تاں مہنڑیں دیوے دنیا سجنا ساری

اک واری جے سوہڑاں آ کے پوچھے حال غم دا　　اس دی راہ اڈیک دی رواں فیر میں عمراں ساری[24]

عبدالغفور ملک کی ایک اور غزل کا کچھ حصہ

پھل ہونٹھ شرابی اکھیاں　　چم چم ہوٹھاں نل چکیاں

اس جائی تے پھل نال چکھیاں　　جتھے رل مل بہوں سکھیاں

گل ہنس کے سو ہنڑیں کیتی　　ہنس ہنس کے تریڈیاں بکھیاں

چہل چہل زلفاں موج بنڑائی　　جیویں عطر فلیل دی پکھیاں[25]

عبدالغفور ملک نے بہت پیارے ہندکو گیت بھی لکھے جو کہ ان کی کتاب "نین کٹورے" اور "روپ سروپ" میں چھپ چکے ہیں۔ عبدالغفور ملک ایک نازک احساس کے مالک تھے انہوں نے معاشرتی برائیوں کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا اور شاعری میں ہی ان برائیوں کی اصلاح کی۔

معاشرتی برائی کی اصلاح کے حوالے سے ایک قطع

پلسی بابو افسر حاکم تاجر ڈاکو سارے　　پیسہ لٹ دے عزت لٹ دے لٹ دے گھر دا مال

بینک خزانے اٹیاں کوٹھے کچھ بھی نہیں محفوظ　　ربا اے کوئی ملک یا لوٹ مار ٹیکسال[26]

کہ پولیس والا، کلرک، افسران بالا، حکمران اور تاجر سبھی تو ڈاکو بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ پیسہ بھی لوٹتے ہیں عزتیں بھی لوٹتے ہیں گھر کا سامان بھی لوٹتے ہیں۔ ان لٹیروں سے خزانے، گھرانے، دوکانیں کچھ بھی تو محفوظ نہیں۔ اے خدا یہ ملک ہے یا لوٹ مار کا محکمہ ہے؟

عبدالغفور ملک کی مطبوعہ کتب

عبدالغفور ملک کا کلام ویسے تو بہت سارے رسائل اور جرائد میں شائع ہوا ہے البتہ ان کی ذات کی طرف منسوب چند ایک کتابیں جو ابھی دسترس میں ہیں وہ مندرجہ زیل ہیں۔

منظوم ترجمہ قران پاک عبدالغفور ملک

یہ قرآن کریم کا ہندکو زبان میں شائع ہونے والا واحد منظوم ترجمہ قرآن ہے جو کہ ابھی تک اپنی مثال آپ ہے۔ اس ترجمہ کو گندھارا ہندکو بورڈ پشاور نے 2008ء میں عبدالغفور ملک کے انتقال کے چار سال بعد شائع کیا۔

منظوم ترجمہ قرآن کا تعارف

عبدالغفور ملک کا یہ منظوم ترجمہ قران نہ صرف یہ کہ ہندکو زبان کی شان میں اضافے کا باعث ہے بلکہ یہ ہندکو زبان کی ایک منفرد کاوش ہے۔ ہندکو زبان کے قدیم ترین اور تاریخی زبان ہونے کے باوجود ابھی تک اس زبان میں عبدالغفور ملک کے اس ترجمہ کے مثل کوئی دوسرا نہیں۔

ترجمہ کا آغاز

عبدالغفور ملک چونکہ ہندکو زبان کے انتہائی باذوق ادیب اور ایک بہترین شاعر تھے چنانچہ ہندکو زبان کی دیگر کئی خدمات کر لینے کے بعد ان کو اس بات کا خیال ہوا کہ ہندکو زبان کے ساتھ ساتھ قران کریم کی بھی کوئی ایسی نادر اور نایاب خدمت کی جائے جو رہتی دنیا کے لیے مستفاد ہو۔ اس سے قبل عبدالغفور ملک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 40 احادیث کا منظوم ترجمہ کر لیا تھا۔ جس کے بعد ان کو مزید شوق ہوا کہ ایسا ہی منظوم ترجمہ قران کریم کا بھی ہو جائے۔ وہ ہندکو زبان کی بد نصیبی سمجھتے تھے کہ دیگر مختلف زبانوں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا لیکن ہندکو زبان قدیم ترین اور تاریخی زبان ہونے کے باوجود ابھی تک اس سعادت سے محروم تھی یہ بات ان کو اندر ہی اندر بے چین کیے ہوئے تھی عبدالغفور ملک کے بیٹے وقار ملک بتلاتے ہیں کہ قران کریم کا یہ ترجمہ شروع کرنے سے قبل مترجم بہت زیادہ فکر مند اور پریشان رہتے تھے اور طویل نماز پڑھتے تہجد پڑھتے اور دیر تک دعائیں مانگتے ہیں۔ انہوں نے یہ کام بہت عرصہ تک اللہ تعالی سے مانگنے اور دعائیں کرنے کے بعد شروع کیا۔

حیدر زمان حیدر اسی منظوم ترجمہ کے ابتدائیہ میں یہ بات لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبدالغفور ملک صاحب سے ملنے کے لیے ان کے گھر گیا۔ اس وقت میری ایک کتاب گندھارا ہندکو بورڈ پشاور سے شائع ہوئی تھی۔ جس میں میرے ساتھ ان کا بڑا تعاون رہا۔ میں وہ کتاب دینے اور کچھ مشاورت کرنے کے لیے ان کے پاس گیا تو میں نے دیکھا وہ بہت حزین تھے۔ ادھر ادھر کی گفت وشنید کے بعد میں نے ان سے ان کی فکر مندی کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے حیدر زمان میرا یہ دل کرتا ہے کہ اللہ تعالی مجھ سے قران کریم کی خدمت لے اور میں قران کریم کا ہندکو زبان میں ترجمہ کروں میں نے ان کا حوصلہ بڑھایا اور میں نے کہا کہ ضرور اپ ایسا کر سکتے ہیں۔ پھر وہ اچانک کہنے لگے کہ نہیں! ایسا کرتے ہیں کہ تم بھی قران کریم کا ترجمہ کرو اور میں بھی اس پر کام کرتا ہوں۔ تم اسے نثر میں لکھو جب کہ میں اسے نظم میں لکھتا ہوں چنانچہ ہم دونوں کی یہ قران کریم کے لیے ایک بڑی خدمت ہو گی اور ہندکو زبان کے لیے بھی بڑا کام ہو گا[27]۔

اسلوب

عبدالغفور ملک کے ہندکو منظوم ترجمہ قرآن کریم میں مترجم نے یہ اسلوب اپنایا ہے کہ قرآن کریم کے نسخہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ عبارت کا آغاز نسخہ کے صفحہ کے دائیں جانب سے کیا ہے اور دائیں جانب میں قرآنی عبارت کو نقل کیا ہے جبکہ اس کے بالکل سامنے بائیں

جانب والے صفحہ میں ترجمہ کیا ہے مترجم نے ترجمہ کرنے کے لیے 15 سطری نسخہ قران کریم استعمال کیا ہے۔ جس کے ہر صفحہ کے آخر میں آیت کی تکمیل ہو رہی ہے۔ گویا نسخہ کا اسلوب اس طرح کا ہے کہ قاری ایک ہی صفحہ میں دائیں جانب عربی عبارت پڑھتے ہوئے اسی کے سامنے بائیں جانے ہر سطر کے ترجمہ کو پڑھ سکتا ہے۔ جس سے قاری کو مطلوبہ آیات کا ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

ہندکو منظوم ترجمۂ قرآن کا شعری معیار

عبد الغفور ملک کا ہندکو منظوم ترجمۂ قرآن کریم، قرآن فہمی کے حوالے سے ایک منفرد ادبی کاوش ہے۔ یہ ترجمہ جہاں ترسیلِ معانی کا ذریعہ ہے، وہیں ہندکو شاعری میں فنی جمالیات، وزن، بحر اور اسلوب کی بنیاد پر بھی قابلِ مطالعہ ہے۔ ہندکو ایک قدیم زبان ہے جو خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب کے مختلف علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان میں قرآنی ترجمے کی روایت اگرچہ محدود ہے، تاہم عبد الغفور ملک کا منظوم ترجمہ ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ترجمہ قرآن مجید کے اردو اور عربی تفاسیر و تراجم کی روشنی میں کیا گیا، مگر اس کا قالب **شاعری** ہے، جو زبان و بیان کے لحاظ سے ایک چیلنج بھی ہے اور ادبی خوبی بھی۔

محقق کا تعلق چونکہ شعبہ علوم اسلامیہ سے ہے اور شعر و شاعری میں محقق کی خاص دسترس نہیں اس لیے اس ترجمہ کی شاعری سے متعلق محقق کی ذاتی رائے کی نسبت ہندکو زبان کے شاعری کے ماہرین کی آراء زیادہ مستند ہیں۔ اس سے قبل چونکہ اس ترجمہ پر اس پہلو سے کوئی تبصرہ یا کام نہیں ہوا کہ جس سے یہاں نقل کیا جا سکے۔ البتہ چند مختلف مقالہ جات سے کچھ عبارات دسترس میں آئی ہیں۔ ہندکو زبان کے شاعر مطیع الرحمن اطہر ہاشمی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی رائے یہ لکھتے ہیں کہ یہ شاعری انتہائی ادنی درجے کی شاعری ہے جس میں مختلف الفاظ کو بے ربط ہی لکھ دیا گیا ہے اور اس میں صرف اور صرف قافیہ بندی کی گئی ہے[28]۔ ہندکو زبان ہی کے ایک اور شاعر سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اس ترجمہ میں ضمائر اشارات اور الفاظ کا انتخاب محض خانہ پُری ہے۔ شاعری کے اعتبار سے یہ کوئی مستند شعری مجموعہ نہیں۔ البتہ اتنا کام بھی کوئی چھوٹی بات نہیں مترجم کی یہ کوشش انتہائی قابل ستائش ہے[29]۔

اس ترجمے میں انہوں نے سادہ، مقامی اور عام فہم ہندکو زبان کو اختیار کیا، اور اشعار کی صورت میں قرآن کے مطالب و مفاہیم کو بیان کیا۔

مثال (سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ):

رب سارا جہاناں دا پالے بڑا مہربان تے رحم والا
قیامت والے دن دا مالک توں ای عبادت دے قابل توں ای توں مدد دا طالب[30]

شعر میں سادگی وعام فہمی

عبدالغفور ملک نے قرآن کے دقیق مفاہیم کو مقامی زبان کے سادہ اور رواں اسلوب میں پیش کیا۔ ان کا انداز **عوامی شاعری** سے قریب تر ہے۔ یہ انداز ایک عام ہندکو بولنے والے شخص کو مفہوم سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر شاہد جمیل کے لکھتے ہیں "عبدالغفور ملک نے قرآن کو مقامی بولی میں ایک ایسے شعری انداز میں ڈھالا ہے جو نہ صرف قابلِ فہم ہے بلکہ دل کو بھی چھوتا ہے[31]"۔ ملک عبدالغفور نے اشعار میں متوازن بحر اور سلیس وزن استعمال کیا۔ اگرچہ عروضی لحاظ سے کلاسیکی بحور کی مکمل پابندی ہر جگہ نظر نہیں آتی، مگر عمومی طور پر ترنم اور روانی قائم ہے۔ اس کی وجہ ہندکو کے مقامی شعری اسلوب سے وابستگی ہے، جو اردو عروض سے مختلف ہے۔ اگرچہ زبان سادہ ہے، مگر کئی جگہوں پر **بلاغت اور فکری گہرائی** بھی موجود ہے۔ وہ قرآنی مضامین جیسے توحید، آخرت، انبیاء کے واقعات اور اخلاقی تعلیمات کو شاعرانہ اسلوب میں مؤثر انداز سے بیان کرتے ہیں۔

مثال (سورۃ الناس کا ترجمہ):

اے لوکاں دے رب، اے بادشاہ　　برے وسوسے توں رکھے بچا

جے دل وچ وسے، پر ہووے چھپا　　جنّات وی ہوندے، انساناں داراہ[32]

جہاں اشعار میں سادگی اور روانی ہے، وہیں کلاسیکی شعری معیار جیسے ردیف و قافیہ کی پابندی، عروضی توازن، اور استعاراتی زبان کا محدود استعمال بھی واضح ہے۔ ان کا ترجمہ تفسیری شاعری کی بجائے بیانیہ شاعری کے قریب تر ہے۔ ڈاکٹر زاہد منیر عامر اپنے مقالہ اردو تراجم قرآن کا تنقیدی مطالعہ کے ص 221 پر لکھتے ہیں۔ "یہ ترجمہ علمی و تفسیری گہرائی کے بجائے عوامی فہم کو مد نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ اس کی خوبی اس کی فہم پذیری ہے، نہ کہ ادبی نزاکتیں[33]"۔

ترجمہ کا ماخذ

جیسا کہ ما قبل میں مترجم کے احوال میں یہ بات گزر چکی ہے کہ مترجم عربی زبان پر مکمل عبور نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی انھوں نے مستقل کسی عربی درسگاہ میں عربی سیکھی تھی۔ جس سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ مترجم نے قران کریم کا یہ ترجمہ خود عربی زبان سے ہندکو میں نہیں کیا۔ بلکہ کسی ایسی زبان کے تراجم کو ہندکو زبان میں نقل کیا ہے کہ جس زبان پر مترجم کو مکمل عبور اور ملکہ تھا۔ البتہ ترجمہ کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مترجم نے قران کریم کا یہ ترجمہ کرتے وقت مفتی محمد شفیع عثمانی کی رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القران اور امام احمد رضا خان کی تفسیر کنزالایمان اور تفسیر عثمانی وغیرہ کو سامنے رکھا۔ جس کی ایک وجہ تو یہ واضح ہے کہ مترجم خود عربی زبان کے ماہر نہ تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مترجم کسی دوسری زبان کا سہارا لے کر عربی سے اردو کی طرف منتقل ہوں۔ اور دوسری وجہ یہ کہ مترجم کے اس ترجمہ میں کئی جگہوں پر بالکل وہی اسلوب اور الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو مذکورہ بالا تراجم و تفاسیر میں مستعمل ہیں۔

ترجمہ میں ہندکو لغت اور اسلوب

لہجہ

عصر حاضر میں ہندکو زبان جو علاقہ چھچھ، پوٹھوہار اور پنجاب کے کئی علاقوں سے لے کر مانسہرہ، بالاکوٹ، کاغان اور کشمیر کی پوری وادی کے ساتھ ساتھ پشاور کوہاٹ حتی کہ افغانستان کے بھی کئی علاقوں میں بولی جانے والی ایک قدیم اور تاریخی زبان ہے۔ اس زبان کے بے شمار لہجات ہیں۔ جیسا کہ ماقبل میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ ہر شہر ہر علاقے حتی کہ ایک ہی شہر میں قریب قریب آباد مختلف گاؤں میں بھی ہندکو زبان کے لہجات مختلف ہیں اور چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ لہجہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ حتی کہ بسا اوقات تو یہ لہجات کے مابین اس قدر فاصلہ ہو جاتا ہے کہ ایک لہجے کو مستقل زبان کے درجے تک لے جایا جاتا ہے۔ جیسے علاقہ چھچھ میں بولی جانے والی ہندکو زبان کو مستقل زبان کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح خطہ پوٹھوہار میں بولی جانے والی ہندکو زبان کو پوٹھوہاری زبان کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ہندکو زبان ہی کا ایک لہجہ ہے۔ البتہ تمام لہجوں میں مشترک اور متوسط لہجہ وہ ہے جو ہزارہ کے خطے میں بولا جاتا ہے۔ یہ لہجہ علاقہ مری، علاقہ پوٹھوہار، علاقہ چھچھ اور دیگر مختلف علاقوں میں بولے جانے والے ہندکو لہجات کے مابین ربط کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی خطے میں بولے جانے والے لہجے پر ہندکو زبان کا عمومی اطلاق ہوتا ہے۔

ہزارہ بھر میں بھی ہندکو زبان کے تین بڑے لہجے عام ہیں ہری پور اور اس کے گرد و نواح میں ہندکو زبان کا الگ لہجہ ہے جبکہ ایبٹ اباد اور اس کے گرد و نواح کا لہجہ اس سے تھوڑا مختلف لیکن اس کے قریب قریب ہے جبکہ علاقہ مانسہرہ میں بولے جانے والا لہجہ نسبتاً کاغان کشمیر اور گلیات وغیرہ میں بولے جانے والی ہندکو کے لہجے سے کسی حد تک ملتا جلتا ہے۔ ایبٹ آباد اور اس کے مغرب کی جانب حویلیاں وغیرہ میں بولا جانے والا لہجہ ہزارہ کے لہجات کے درمیان متوسط اور ربط کا درجہ رکھتا ہے۔ عبدالغفور ملک چونکہ ایبٹ آباد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی زندگی، بچپنہ، جوانی ایبٹ آباد میں ہی گزری تھی اس لیے دیگر لہجات کو جاننے سمجھنے کے باوجود بھی انھوں نے اپنے ترجمہ میں ایبٹ آباد میں بولے جانے والے ہندکو لہجہ کو استعمال میں لایا ہے جس کی ظاہر ادو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ یہ ان کا علاقائی لہجہ ہے اور ان کی گرفت اور مہارت جس قدر اس لہجے میں ہو سکتی ہے وہ دیگر لہجوں میں نہیں ہو سکتی۔

اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لہجہ علاقہ ہزارہ میں بولی جانے والی ہندکو زبان کے تینوں لہجات کے درمیان ایک مشترک لہجہ ہے۔ جو دیگر دونوں لہجوں کو اپنے قریب رکھتا ہے اور نسبتاً دونوں لہجوں کے درمیان ربط کا کام کرتا ہے۔ اس لہجے کو ہری پور والے بھی اپنا لہجہ ہی سمجھتے ہیں اور مانسہرہ والے بھی اس کو اپنا لہجہ سمجھتے ہیں چنانچہ ایبٹ اباد میں بولی جانے والی ہندکو کے ساتھ ساتھ مانسہرہ اور ہری پور اور گرد و نواح کے لوگوں کے لیے بھی استفادہ کرنا سہل ہو سکے اسی بات کا تذکرہ حیدر زمان حیدر صاحب نے عبدالغفور ملک کے منظوم ہندکو ترجمہ کے ابتدائیہ میں اپنی تحریر میں کیا ہے[34]۔

غیر مستعمل الفاظ کا استعمال

جیسا کہ ماقبل عبارت میں یہ بات گزر چکی کہ عبدالغفور ملک نے قران کریم کا یہ ترجمہ ایبٹ ابادی ہندکو لہجے میں کیا ہے اور یہ لہجہ ان کا علاقائی اور مادری لہجہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس میں کئی جگہوں پر ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو الفاظ خاص ایبٹ اباد اور اس کے گرد و نواح میں بولے جاتے ہیں لیکن اس علاقے سے باہر کسی دوسرے علاقے کا رہائشی ہندکو زبان بولنے والا ان الفاظ کے معنی اور مفہوم کو نہیں جانتا یا اگر کسی حد

تک واقف بھی ہے تو بھی وہ اس کی گہرائی عمق اور وسعت معنی سے واقف نہیں۔ یا اس علاقے سے باہر کا شخص اگر ان الفاظ سے واقف بھی ہو تو بھی یہ الفاظ اس کی زبان پر متداول نہیں۔

مترجم نے قران کریم کا ترجمہ جہاں خدمت قرآنی کے جذبے سے کیا ہے وہاں ہندکو زبان کی خدمت کی نیت بھی ان کے پیش نظر تھی اور ہندکو زبان کو لکھ کر کسی طور محفوظ بنانا بھی ان کے پیش نظر تھا۔ کیونکہ مترجم بنیادی طور پر ماہر قرآن کی حیثیت سے متعارف نہیں تھے۔ کہ جس کی بنیاد پر ان کے اس کارنامے کو خالص خدمت قرآن پر مبنی کیا جاسکے۔ بلکہ وہ ماہر ہندکو اور ہندکو شاعر وادیب کی حیثیت سے متعارف تھے۔ لہذا ان کا یہ کام ہندکو زبان کی خدمت کے جذبہ سے بھی تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس تخلیق میں ہندکو زبان کے بہت سارے ایسے الفاظ بھی استعمال کیے جو متروک ہو چکے تھے۔ اور ان کا استعمال بہت کم یا بالکل ختم ہو چکا تھا مترجم نے ایسے الفاظ کا استعمال کر کے ان کو دوبارہ نئی زندگی دی اور ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

منظوم ترجمۂ قرآن کے ہندکو زبان پر اثرات

قرآن مجید کا ترجمہ دنیا کی تقریباً ہر بڑی زبان میں کیا گیا ہے، مگر منظوم ترجمہ ایک منفرد صنف ہے جو نہ صرف مفہوم کو منتقل کرتا ہے بلکہ اس میں جمالیاتی پہلو بھی شامل کرتا ہے۔ عبدالغفور ملک کا ہندکو میں قرآن کا منظوم ترجمہ اس حوالے سے ایک اہم اور پہلا قدم ہے جو دینی، ادبی اور لسانی میدانوں میں گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

ہندکو زبان کی ترویج

ہندکو زبان پاکستان کے خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب میں بولی جاتی ہے۔ یہ ترجمہ نہ صرف قرآن کی تعلیمات کو ہندکو بولنے والوں تک پہنچاتا ہے بلکہ اس زبان کو ادبی لحاظ سے ایک بلند مقام عطا کرتا ہے[35]۔ منظوم ترجمہ اس زبان کے شعری امکانات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ منظوم ترجمے کی صورت میں قرآن کا پیغام ہندکو بولنے والے عوام کے لیے زیادہ قابلِ فہم اور یاد رکھنے کے قابل بن گیا ہے۔ چونکہ نظم کی زبان عام فہم اور مترنم ہوتی ہے، اس لیے دینی فہم میں آسانی پیدا ہوئی[36]۔

منظوم ترجمے کی اپنی محدودیتیں بھی ہیں۔ بعض مقامات پر شعری ساخت کی پابندیاں مفہوم کی جزوی قربانی کا تقاضا کرتی ہیں۔ اگرچہ عبدالغفور ملک نے اس مسئلے سے بچنے کی کوشش کی، تاہم مکمل طور پر اس سے اجتناب ممکن نہیں[37]۔ اس لیے اصل متن کے ساتھ مطالعہ ضروری ہے۔ عبدالغفور ملک کا ہندکو منظوم ترجمہ قرآن مجید ایک ہمہ جہتی علمی و دینی خدمت ہے۔ یہ ترجمہ نہ صرف ہندکو زبان کی ادبی صلاحیتوں کا مظہر ہے بلکہ دینی تعلیم کے فروغ کا موثر ذریعہ بھی ثابت ہوا ہے۔ اس کے اثرات ہندکو بولنے والے معاشرے میں دیرپا اور مثبت نوعیت کے ہیں، جو آئندہ نسلوں تک منتقل ہوتے رہیں گے۔ ہندکو زبان میں قرآنِ مجید کی تفسیری خدمات پر کام کی گنجائش باقی ہے۔ ہندکو ترجمے کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل تک آسانی سے پہنچ سکے۔ عصری فہم، موضوعاتی تفاسیر، اور صوتی تلاوت کے ساتھ ہندکو ترجمہ کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے[38]۔

نتریاں گلاں

عبدالغفور ملک کی یہ دینی دلچسپی کی علامت ہے کہ جہاں انہوں نے قرآن کریم کا منظوم ترجمہ کر کے ہندکو کی تاریخ میں اضافہ کیا وہاں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرامین اور احادیث کا بھی منظوم ترجمہ کیا۔ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت اور نسبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ "نتریاں گلاں" کے عنوان سے انہوں نے فروری 1948ء میں ایک کتاب لکھی۔ جس میں انہوں نے 45 احادیث مبارکہ کا منظوم ہندکو ترجمہ کیا۔ جسے گلستان کتابت جناح باغ ایبٹ آباد سے شائع کیا گیا۔ عبدالغفور ملک کی یہ دینی خدمت بھی ہندکو زبان کی تاریخ کا حصہ ہے کہ آج تک اس نوعیت کی کوئی اور کتاب ہندکو زبان میں منظوم انداز میں شائع ہو کر نہیں آ سکی[39]۔

اس کتاب کا بالکل آخری صفحہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ ایہہ روایت کر دے	سنڑیا اے میں پاک نبی تو ایہہ گل فرماندے
رب تعالی نے فرمایا اے ادم دے بیٹے	مانہہ پکاریں بخشش منگیں میرے توں جس ویلے
اپنی شان غفاری دے نال معاف تداں کر دیساں	کدے وی میں انہاں غنا ہواں دی پرواہ نہ کر ساں
ابن ادم غناہ جے اسماناں تک ہوونڑ تیرے	توبہ استغفار کریں تے میں بخشاں ایہہ سارے
اے آدم دے بیٹے ہوون تیرے غناہ جے اتنے	بچ زمین دے مٹ نہ ہکن ہوون فر جتنے
کہن میرے کول آویں تے فر بخشش میری پاویں	میرے نال نہ ہور کسے آاں گر شریک بنڑاویں[40]

نین کٹورے

یہ کتاب عبدالغفور ملک کی شاعری کی ایک منفرد دستاویز ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی ہندکو غزلیات کو جمع کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں 60 سے زیادہ ہندکو غزلیں لکھی ہیں۔ اس کتاب کو اکتوبر 1998ء میں مصطفائی پریس ایبٹ آباد سے شائع کیا گیا[41]۔

سجرے پھل

عبدالغفور ملک کی ایک اور کتاب "سجر پھل" کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ بھی ہندکو منظوم کلام کا ایک مجموعہ ہے۔ جو کہ ان کی اپنی زندگی میں ان کے اپنے ادارے مصطفائی پرنٹنگ پریس ایبٹ آباد سے سن 1992ء میں شائع ہوا[42]۔ اس کتاب میں انھوں نے ساٹھ ہندکو غزلیات جمع کیں۔ ان کی یہ غزلیات ہندکو زبان کے معدوم اور مفقود الفاظ کو نئی زندگی اور نئی پہچان دیتی ہیں۔

روپ سروپ

1998 میں روپ کے نام سے عبدالغفور ملک نے ہندکو زبان کی ایک اور منظوم کتاب لکھی جس میں انہوں نے ہندکو چار بیتے، حرفیاں اور گیت لکھے۔ ان کے لکھے گئے ہندکو گیت بہت سارے مشاہیر گائک لوگوں نے گائے اور پڑھے۔ اس کتاب کو بھی مصطفائی پریس جناح باغ ایبٹ آباد نے شائع کیا[43]۔

مئے طہور

عبدالغفور ملک جہاں ہندکو زبان کے شاعر تھے وہاں اس کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی ان کی شاعری نمایاں تھی۔ چنانچہ عبدالغفور ملک کی اردو زبان میں لکھی گئی شاعری کی یہ کتاب "مئے طہور" کے نام سے ستمبر 1998ء میں مصطفائی پریس جناح باغ ایبٹ آباد سے شائع ہوئی جس میں انہوں نے حمد اور نعتیہ کلام لکھے[44]۔

نتائج

اس مقالے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ہندکو زبان قدیم گندھارا کے خطے میں بولی جانے والی قدیم ترین زبان ہے۔ جو تقریباً پانچ ہزار سال کی پرانی تاریخ رکھتی ہے۔ البتہ اس زبان میں لکھا گیا ادب تقریباً ڈیڑھ صدی پر محیط ہے۔ ہندکو زبان میں لکھی گئی کتب کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ ایبٹ آباد کے رہائشی عبدالغفور ملک جو ہندکو زبان کے مایہ ناز مصنف ہیں۔ انھوں نے ہندکو زبان میں جہاں دینی ادب کی خدمت کی ہے وہاں شاعری اور منظوم کلام کا بھی بے مثال نمونہ پیش کیا۔ ان کا کام تحقیق، تدوین، اور ترویج کا مستحق ہے۔ ان کی خدمات نے جہاں ہندکو زبان کو دینی پیغام کی ترسیل کے ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر نمایاں کیا، وہاں ہندکو زبان کی ترویج و ترقی میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا۔ ان کی تصانیف ہندکو ادب میں غیر معمولی اضافہ ہیں۔

حوالہ جات

[1] ڈاکٹر فرمان، فتحپوری، تدریس اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2003، ص17

[2] اختر اعوان، الہی بخش، ڈاکٹر، سرزمین ہندکو، گندھارا ہندکو بورڈ، پشاور 2008، ص55

[3] عظیم، ناشاد، اعوان، تاریخ ہندکو، گندھارا ہندکو بورڈ، ص87

[4] نیر، مختار علی، تاریخ ہندکو ادب، پشاور، ط1995، ص51

[5] اعوان، اختر، جمیل، ادبی مجلہ کاغان، جی پی جی سی ایبٹ آباد، ط2003، ص83

[6] ڈاکٹر فرمان، فتحپوری، تدریس اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2003، ص41

[7] مختار علی نیر، تاریخ ہندکو زبان، مکتبہ ہندکو زبان، چرچ روڈ، پشاور، ص62، 61

[8] داکٹر، اشرف کمال، لسانیات، زبان اور رسم الخط، مثال پبلشرز، فیصل آباد، 2012، ص16

[9] غزنوی، خاطر، اردو کا ماخذ ہندکو، مقتدرہ قومی زبان، ط2003، ص31، 30

[10] جیلانی، اسد اللہ، محمد، پاکستانی زبانیں اور ادب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ط1996، ص267

[11] ایضا، ص268

[12] ایضا، ص، 269

[13] جیلانی، اسد اللہ، محمد، پاکستانی زبانیں اور ادب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ط1996، ص267

[14] قریشی، امام دین، معجزہ محمدی، ااسلامیہ سٹیم پریس، لاہور، ط 1883

[15] چھوہروی، عبدالرحمن، خواجہ، شفاعت الکبری، اسلامیہ سٹیج پریس، لاہور، 1909

[16] کانڈل، عبداللہ، حکیم، تحفۃ الانام پنج بنائے اسلام، کاشی رام سٹیم پریس، لاہور، 1919

[17] ناصر، داؤود، ملک، غزوات النبی ﷺ، گندھاراہندکو بورڈ، پشاور، 2017

[18] ناصر، داؤود، ملک، حدیثاں نبی پاک ﷺ دیاں، شمع پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، 2022

[19] یحیٰی، خالد، رحمت للعالمین، گندھاراہندکو بورڈ، پشاور، 2012

[20] بختیار، ناصر، قاضی، مدینے دی ہجرت، نستعلیق غزنی سٹریٹ 10، اردو بازار، لاہور، 2019

[21] عبدالرشید، ڈاکٹر، الھادی، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، پشاور، 1983

[22] بسمل، عبدالوحید، صفتاں سرکار دیاں، نستعلیق مطبوعات فیروز غزنی سٹریٹ 10، لاہور، 2023

[23] گیلانی، شجاعت علی، ہیں توں مسلمان، ہندکو ادبی سنگت، ایبٹ آباد، 1999

[24] عبدالغفور، ملک، نین کٹورے، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط 1998، ص 159

[25] ایضا، ص 78

[26] عبدالغفور، ملک، سجرے پھل، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط 1992، ص 112

[27] حیدر زمان حیدر، ہندکو منظوم ترجمہ از عبدالغفور ملک، گندھاراہندکو بورڈ، پشاور، ط 2008، مقدمہ

[28] ہاشمی، اطہر، مطیع الرحمن، رسالہ بجواب رسالہ، 25 دسمبر 2024

[29] کسیلوی، نذیر حسین، مصنف نذیر اللغات، خط بجواب خط، 19 دسمبر 2024

[30] ماخوذ از عبدالغفور ملک، ہندکو ترجمۂ قرآن

[31] ڈاکٹر شاہد جمیل، ماہنامہ ہندکو ادب، شمارہ نومبر 2012، ص 17

[32] عبدالغفور ملک، قرآن کریم داہندکو شاعرانہ ترجمہ، مطبوعہ پشاور، 2010

[33] ڈاکٹر زاہد منیر عامر، اردو تراجم قرآن: تنقیدی مطالعہ، ص 221، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2016

[34] حیدر زمان حیدر، ہندکو منظوم ترجمہ از عبدالغفور ملک، گندھاراہندکو بورڈ، پشاور، ط 2008، مقدمہ

[35] عارف، محمد۔ 2021۔ ہندکو زبان میں دینی ادب: ایک جائزہ۔ ادارہ علوم اسلامی، پشاور۔

[36] یوسف، گلزار۔ 2022۔ ہندکو زبان میں قرآن فہمی کی کوششیں۔ قرآنیات، جلد 8، شمارہ 2، صفحہ 87-104۔

[37] رشید، آمنہ۔ 2020۔ نظم کا ترجمہ: نظریاتی مطالعہ۔ لاہور: مرکز ترجمہ و تالیف

[38] Khan, Ilyas. (2023). Digitizing the Hindko Quranic Translation: Challenges and Opportunities. Journal of Contemporary Islamic Thought, Vol. 5(1).

[39] عبدالغفور، ملک، نتریاں گلاں، گلستان کتابت جناح باغ، ایبٹ آباد، ط 1948

[40] ایضا، ص172

[41] عبدالغفور، ملک، نین کٹورے، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1998

[42] عبدالغفور، ملک، سجرے پھل، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1992

[43] عبدالغفور، ملک، روپ سروپ، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1998

[44] عبدالغفور، ملک، مئے طہور، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1998